بسم اللہ الرحمن الرحیم

إنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ، نَحْمَدُہُ وَنَسْتَعِینُہُ وَنَسْتَغْفِرُہُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ یَھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہُ، وَمَنْ یُضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہُ، وَأَشْھَدُ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیكَ لَہُ، وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہُ وَرَسُولُہُ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلَی آلِہِ وَصَحْبِہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیمًا کَثِیراً۔ أَمَّا بَعْدُ:

39-اللہ تعالیٰ کی صفات الکمال میں سے اللہ تعالیٰ کے چہرہ کا بیان

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ الحرانی رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔

اور آج کی نشست میں جہاں پر رُکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی صفات الکمال میں سے صفۃ الوجہ (اللہ تعالیٰ کا چہرہ) کا بیان، اور آج کی نشست میں ان شاءاللہ ہم دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے چہرے کی صفت کے تعلق سے جو دلائل ہیں قرآن اور سنت کی روشنی میں اور اس موضوع کے تعلق سے اہل سنت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے، اور مخالفین جو اہل بدعت ہیں اِن کے اس معاملے میں کیا شبہات ہیں اور اُن کا اِزالہ کیسے کیا گیا ہے۔

چند اہم باتیں ہیں حاضرین و سامعین سے میری گزارش ہے کہ تھوڑی سی توجہ کے ساتھ کیونکہ اہل باطل نے اپنے باطل کو خوبصورت انداز میں عوام میں پیش کیا ہے اور اپنے اس باطل کو رائج کرنے کے لیے اپنے شبہات کو بہت ہی قوی دلیل سمجھ کر لوگوں میں پیش کیا ہے جس سے کئی لوگ جو ہیں متاثر ہو کر اللہ تعالیٰ کے توحید اسماء وصفات کے باب میں بہت بڑی غلطی کر بیٹھے ہیں!

میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ یہ جو تصنیف ہے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی "العقیدۃ الواسطیۃ" مختصر ہے لیکن اس میں بہت اہم باتیں ہیں اور خصوصی طور پر اسماء وصفات کے باب میں، اگر آپ دیکھیں اس میں عقیدے کے کئی اصول بیان کیے گئے ہیں لیکن سب سے زیادہ جو زور ہے وہ دیا گیا ہے اسماء وصفات کے تعلق سے۔

اُس زمانے سے لے کر آج تک دیکھیں کہ سب سے زیادہ غلطیاں جو ہو رہی ہیں امت میں وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے تعلق سے ہو رہی ہیں، عجب بات دیکھیں!

ارکان ایمان میں سب سے پہلا رکن کون سا ہے ؟ اللہ تعالیٰ پر ایمان۔ اور امت میں سب سے زیادہ غلطیاں اور جہل مرکب کا شکار لوگ ہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے تعلق سے عجیب سی بات ہے ! وجہ کیا ہے ؟ علم سے دوری، جہالت سب سے بڑی وجہ ہے، اور جو علم ہے وہ غلط سورس (Source) سے لیا گیا ہے جس کی وجہ سے لوگ جہل مرکب کا شکار ہیں۔

جہل مرکب کیا ہے ؟ جہالت میں اور جہل مرکب میں کوئی فرق ہے کہ نہیں ہے ؟ خطرناک فرق ہے نا کوئی عام بات نہیں ہو رہی ہے ! جہالت کا کیا مطلب ہے ؟ کوئی جانتا نہیں ہے۔ جہل مرکب کیا ہے ؟ کسی چیز کو غلط جاننا اور اسی کو صحیح سمجھ بیٹھنا۔

جب ہم بات کرتے ہیں عام دنیا میں کسی مسئلے کے تعلق سے اور اس میں آپ کو کوئی غلط انفارمیشن (Information) دے دیتا ہے کتنا بُرا اثر ہوتا ہے اُسی حد میں اُسی تعلق سے جس کے تعلق سے غلط انفارمیشن (Information) دی گئی ہے ؟! اگر اس کا تعلق کسی دینی مسئلے سے ہو (نماز کے مسئلے سے ہو، روزے کے مسئلے کے تعلق سے ہو) غلط عمل ہو گا کہ نہیں ہو گا ؟ جب غلط علم ہو گا تو عمل بھی غلط ہو گا نا !

اگر کسی عقیدے کے اصول کے تعلق سے ہو کتنا خطرناک مسئلہ ہے ! اور اگر اللہ تعالیٰ کی ذات کے تعلق سے ہو تو کتنا بڑا مسئلہ ہے کبھی سوچا ہے ؟!

اس لیے اس جہالت کو دور کرنے کے لیے ہم سب پر فرض ہے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ صحیح جگہ سے علم حاصل کرنا ہے، کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں: "کہ ایک شبہ بھی ہے ایک مرتبہ یہ ہوا ہے کہ اگر کوئی صحیح العقیدۃ کوئی عالم یا طالب علم نہیں ہے تو کیا ہم علم اُس سے حاصل کر سکتے ہیں ؟ چلیں عربی گرامر ہی سیکھ لیں ہم "۔

نہ سیکھیں اُس سے۔ وجہ کیا ہے ؟ کہ جہالت جہل مرکب سے بہتر ہے کہ نہیں ؟ وہ آپ کو دے گا تو غلط انفارمیشن (Information) دے گا۔

بعض علماء مثالیں دیتے ہیں کہتے ہیں کہ اگر وہ عربی گرامر پڑھاتے ہوئے مثال دے "کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اس کا اعراب کرو (وہ مثال یہ دے گا آپ کو)"، اُس نے آپ کو عربی گرامر تو سکھا دی ہے لیکن عقیدے کو بگاڑ دیا ہے کہ نہیں ؟ تو کیا ملا آپ کو ؟!

عربی کیوں سیکھنا چاہتے ہیں؟قرآن مجید کو صحیح سمجھنے کے لیے سیکھنا چاہتے ہیں نا اصل مقصد تو یہی ہے نا۔ جب غلط ہی معنی آپ نے لے لیا ہے عربی گرامر تو اپنی ٹھیک کر لی ہے لیکن بد عقیدگی ساتھ آپ نے لے لی ہے تو ناکامی ہے کہ نہیں؟

اس لیے یہ قاعدہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اپنے عقیدے کو درست کرنا ہے اور خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ کی معرفت جو ہے وہ صحیح بنیاد پر آپ نے حاصل کرنی ہے۔ اور صحیح بنیاد اور اساس کیا ہے؟ قرآن اور سنت ہے **"بفهم سلف الصالح"**(سلف صالحین کی سمجھ کے مطابق)۔

اور اسی تسلسل میں سے ایک کڑی یہ ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے وہی راستہ اپنایا ہے جو سلف کا راستہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت جو صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم أجمعین) کو تھی، جو تابعین، اتباع التابعین **"ومن تبعهم باحسان إلى يوم الدين"**، یہ وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محفوظ ہوا ہے اور علماء نے اِس علم کو اِس تسلسل سے جاری رکھا ہے۔

ہمارے ذمے کیا کام ہے؟ کہ صحیح علم صحیح جگہ سے حاصل کریں اور اس پر عمل کریں نا۔ کیا خیال ہے کیا مشکل ہے؟!

دیکھیں آج کل تو سوشل میڈیا کا اور نیٹ کا زمانہ ہے اگر کوئی شخص دنیا کے کسی کونے میں دور دراز علاقے میں بھی ہے نا اب شاید اس کے پاس کوئی عذر نہیں رہتا اگر وہ سوشل میڈیا استعمال کرتا ہے۔ انٹرنیٹ اگر استعمال کرتا ہے اور اس میں سب کچھ دیکھتا ہے (جو نہیں بھی دیکھنا وہ بھی دیکھ لیتا ہے) اور وہ علم جو نہیں اسے ہونا چاہیے (Information) وہ بھی حاصل کر لیتا ہے تو اس کے پاس کیا عذر ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت نہیں جانے گا؟!

"لا اِلٰہ اِلا اللہ" کے صحیح مفہوم میں توحید اسماء وصفات بھی شامل ہے اُس کے پاس کیا عذر ہو گا کہ میں نہیں جانتا ہوں؟! تو میری عرض یہ ہے کہ علم سے جڑے رہیں اور علم کی جو صحیح اساس ہے قرآن اور سنت اور صحابہ اور سلف کی سمجھ، یہ قید بہت لازمی ہے، اگر یہ قید نہیں ہے تو قرآن اور سنت کی تمام مسلمان بات کرتے ہیں جتنے بھی گروہ موجود ہیں، اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا انکار کرنے والے بھی قرآن اور سنت ہی کی بات کرتے ہیں لیکن اپنی فہم اپنی سمجھ اپنی مرضی کے مطابق، اور جو علمائے حق ہیں وہ بات کرتے ہیں قرآن اور سنت کی روشنی میں اور سلف الصالحین کے فہم کے مطابق۔

تو آیئے دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے چہرے کی صفت کے تعلق سے چند اہم باتیں:

سب سے پہلے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس موضوع کے تعلق سے دو آیتیں بطور دلیل پیش کی ہیں، تو میری گزارش یہ ہے کیونکہ مختصر بیان ہوا ہے جو آیات ہیں ہم یاد کر سکتے ہیں اور ان شاءاللہ فنگر ٹپس (Fingertips) پر بھی یاد کریں گے یہاں سے، جتنے بھی ساتھی موجود ہیں اور حاضرین و سامعین ان سے گزارش ہے کہ آپ دلائل یاد کر لیا کریں فوراً پھر آپ کے پاس پورا ہفتہ پڑا ہے اسے مزید یاد کرنے کے لیے۔

تو سب سے پہلی جو دلیل ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾ (الرحمٰن:27)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ آیت جو ہے اس اس سے پہلے والی آیت پر معطوف ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ الرحمٰن آیت نمبر 26 میں: ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝٢٦ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْإِكْرَامِ ۝٢٧﴾ (الرحمٰن:26-27)، تو جب آپ نے یہ پڑھنا ہے ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ﴾ تو اس کے ساتھ آپ نے اگلی آیت بھی لازمی پڑھنی ہے ﴿وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾ تاکہ مخلوق کا نقص اور خالق کا کمال واضح ہو جائے اور یہ تقابل بھی واضح ہو جائے کہ تمام مخلوقات فنا ہو جائیں گی اور بقاء جو ہے اللہ تعالیٰ کے لیے ہے ہمیشہ کے لیے۔

﴿وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ﴾ ”لا يفنى“ (کبھی فنا نہیں ہو گا)، اور ﴿وَجْهُ﴾ سے مراد چہرے کو کہتے ہیں ترجمہ چہرہ ہے۔ چہرہ کیا ہے معنی معلوم ہے ہم سب جانتے ہیں چہرہ کسے کہتے ہیں، لیکن کیفیت مجہول ہے کیفیت ہم نہیں جانتے کہ کیسا چہرہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ہیں معنی معروف ہے معلوم ہے اور اُن پر ہمارا ایمان ہے، اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے اور اس چہرے کا وصف جو ہے وہ جلال والا کرام سے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے، عظمت خوبصورتی اور عظیم نور جو ہے جلال والا کرام میں یہ معنی شامل ہیں۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: ”حِجَابُهُ النُّورُ“ (اللہ تعالیٰ کا جو حجاب ہے وہ نور ہے (نور سے حجاب ہے) اگر اللہ تعالیٰ حجاب کے اس پردے کو ہٹا دے تو اللہ تعالیٰ کے چہرے کا جو نور ہے اور عظمت ہے وہ سب چیز کو جلا دے جہاں تک اللہ تعالیٰ کی نگاہ جاتی ہے (یا بصارت جاتی ہے) اور اللہ تعالیٰ کی بصارت جو ہے یا نگاہ جو ہے وہ تمام مخلوقات کو شامل ہے (یعنی مخلوق میں سے کوئی چیز باقی نہ رہے)۔

اور یہ صحیح مسلم کی حدیث ہے: "حِجَابُهُ النُّورُ، لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ"۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (سُبُحَاتُ وَجْهِهِ): "يعني: بهاءه وعظمته وجلاله ونوره"، اور (مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ): یعنی "ينتهي إلى كل شيء، وعليه، فلو كشف هذا الحجاب - حجاب النور عن وجهه، لاحترق كل شيء"۔ اتنی عظمت ہے اللہ تعالیٰ کے چہرے کے نور کی!

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اللہ تعالیٰ کا چہرہ عظیم چہرہ ہے اور مخلوقات میں سے کسی سے مماثلت ممکن ہی نہیں ہے اور اسی بناء پر ہم یہ کہتے ہیں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لیے حقیقتاً چہرہ ثابت کرتے ہیں اور دلیل ہم لیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے: ﴿وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾، اور ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ جو اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے مخلوق کے چہروں جیسا نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ (الشوریٰ:11) إلي آخر الآية، اور ہم کیفیت نہیں جانتے اس چہرے کی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا﴾ (طہٰ:110)، آیت کے آخر تک۔

یہاں پر دو چیزیں اہم ہیں:

(۱) ایک تو اللہ تعالیٰ کے چہرے کو ثابت کرنا ہے۔ کیوں ثابت کرنا ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾، دلیل آگئی ہے۔

(۲) اور اس کے ساتھ ساتھ دوسری بات یہ ہے کہ ہم چہرے کو ثابت کرتے ہیں اور مثلیت کی نفی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا چہرہ تو ہے لیکن مخلوق کے چہرے سے بالکل الگ ہے کوئی مماثلت نہیں ہے۔ اس کی دلیل کیا ہے کیوں ہم یہ کہتے ہیں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ (الشوریٰ:11)، اور کیفیت بھی ہم نہیں جانتے۔ اس کی دلیل کیا ہے کہ کیفیت ہم نہیں جانتے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ طہٰ آیت نمبر 110 میں: ﴿وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا﴾ (کوئی بھی مخلوق اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کر سکتی)۔

کیفیت میں احاطہ ہوتا ہے آپ ڈیٹیل (Detail) جانتے ہیں کسی چیز کے تعلق سے، وہ کیفیت ہوتی ہے۔ بہت ساری ایسی چیزیں جانتے ہیں جو دوسرے نہیں جانتے یا تو آپ اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں اس کا احاطہ کر لیتے ہیں۔ میرے ہاتھ میں یہ موبائل ہے میں اس کو پورا بتا سکتا ہوں اس کے آگے سے پیچھے سے ہر طرف سے، اس کے اندر کیا ہے کون سا پروگرام ہے کون سی چیزیں ہیں، یہ بھی ہے۔

ایک علم کا احاطہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کی صفات کے تعلق سے، کوئی بھی مخلوق کو احاطہ نہیں ہے ﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا﴾، تو اس سے کیفیت کی نفی ہو گئی ہے۔

اس لیے جب ہم بات کرتے ہیں "اہل سنت والجماعت کا عقیدہ اسماء وصفات کے باب میں" کہ ہر وہ صفت جو قرآن مجید میں اور صحیح حدیث سے ثابت ہے اس پر ہمارا ایمان ہے ان چار شرطوں کے ساتھ کون سی چار شرطیں ہیں؟

1-سب سے پہلے انکار نہیں کرتے۔

2-تحریف بھی نہیں کرتے۔

3-مثلیت بھی بیان نہیں کرتے۔

4-اور کیفیت بھی بیان نہیں کرتے۔

انکار نہیں کرتے کیوں نہیں کرتے؟ کیونکہ ثبوت موجود ہے انکار کیسے کریں؟!

تحریف نہیں کرتے کیوں نہیں کرتے؟ کیونکہ اہل باطل کا طریقہ ہے، اہل حق کا طریقہ یہ ہے کہ جو دلیل ہے اس کا من وعن سے تسلیم کرنا ہے۔

مماثلت کیوں نہیں بیان کرتے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾۔

کیفیت بیان کیوں نہیں کر سکتے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے: ﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا﴾۔ واضح ہے؟

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اگر کوئی شخص تصور کرنا چاہے اللہ تعالیٰ کی کیفیت کو اپنے دل میں (دل سے ہی صرف) کہ کیفیت کوئی تو ہوگی یا اپنی زبان سے کچھ کہنا چاہے، تو ہم یہ کہیں گے کہ تم بدعتی ہو گمراہ ہو (سمجھیں بات!)۔

اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے اس پر تو اتفاق ہو گیا نا اور اجماع ہے اہل سنت والجماعت کا کہ اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے اور صفات الکمال میں سے ہے، کوئی شخص اپنے دل ہی میں کوئی تصور کرنا چاہتا ہے کہ چہرہ ہو گا تو ایسے ہو گا یا زبان سے کسی کو بتانا چاہتا ہے جائز ہے اس کے لیے؟ نہیں۔

کیوں جائز نہیں ہے؟ ﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا﴾۔ تمہیں کہاں سے پتہ چلا ہے؟!

اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے، یہ وصف بھی فرمایا ہے ﴿ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾ لیکن یہ فرمایا ہے کہ کیسا ہے؟ نہیں فرمایا نا!

دیکھیں ہم مخلوق ہیں ضعیف، مسکین ہیں کمزور ہیں اگر کوئی شخص میری ذات کے تعلق سے وہ بات کرے جو وہ نہیں جانتا ہے مجھے کیسا لگے گا؟ اور غلط بات کہے؟ بُرا لگے گا نا! بھئی تمہیں کہاں سے پتہ چلا میں ایسا اور ایسا ہوں؟!

دیکھیں ہم بات کس کے تعلق سے کر رہے ہیں؟! ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ، کتنی بڑی جسارت اور جرأت ہے (نعوذ باللہ) کہ کوئی شخص یہاں تک رسائی کرے اور وہ بات کرے جو وہ جانتا ہی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے تعلق سے! اور جو حق ہے اسے باطل سمجھے اور جو باطل ہے اسے حق سمجھ بیٹھے کتنا بڑا جُرم ہے؟! (نعوذ باللہ)۔

آگے کچھ باتیں آئیں گی دیکھنا ذرا اور جو شبہات ہیں اُن کے کیسے اُن کا خاتمہ ہوتا ہے علم سے (ان شاءاللہ)۔

تو یہ حقیقت بھی جان لیں کیونکہ لوگ کہتے ہیں: "یہ جو ہیں نا یہ بدعقیدگی کا شکار ہیں اللہ تعالیٰ کی تمثیل بیان کرتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا چہرہ ثابت کرتے ہیں، چہرہ مخلوق کا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے مبرّا ہے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے"۔

نعوذ باللہ کہتے ہیں: "کہ اللہ تعالیٰ چہرے سے بھی پاک ہے بغیر چہرے کے ہے!" کیونکہ کہتے ہیں: یہ مخلوق سے مثال دیتے ہیں۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ کیا کہتے ہیں؟ جس نے دل سے بھی تصور کیا نا وہ بھی بدعتی ہے۔

زبان سے کہے بعد کی بات ہے دل سے کسی نے تصور کیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے چہرے کو ثابت کرتے ہیں اور کوئی بھی چہرہ جو اُس کے ذہن میں آئے دل میں صرف تصور کیا ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں: ''قلنا: إنك مبتدع ضال''(کہ تم بدعتی ہو گمراہ ہو)''قائل على الله مالا تعلم''(تم وہ اللہ تعالیٰ کے تعلق سے بات کر رہے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں ہے (اس لیے تم بدعتی ہو گمراہ ہو))، اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر حرام کیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے تعلق سے کوئی ایسی بات کہیں جو ہم نہیں جانتے، دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾(الاعراف:33)۔

اور اس میں شاہد کیا ہے؟ ﴿وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾۔

دیکھیں مختلف محرمات اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں سب سے کم سے لے کر سب سے بڑے درجے تک ابتداء کہاں سے ہوئی؟:

﴿قُلْ﴾(کہہ دیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!)﴿اِنَّمَا﴾(صرف اور صرف) ﴿حَرَّمَ رَبِّيَ﴾ (میرے ربّ نے حرام قرار دے دیا ہے)۔ جب اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو حرام قرار دے دے ناتو پھر مومن کے ایمان کا کیا تقاضہ ہے؟ کہ اپنے دل کی کان اور آنکھیں کھول کر دیکھے کہ کیا بات ہونے والی ہے تاکہ اُس سے اپنے آپ کو بچا سکے ۔سب سے پہلے کیا ہے؟:

(۱)﴿حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ﴾: فواحش۔

(۲)﴿مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾: مختلف نافرمانیاں ہیں۔

(۳)﴿وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾: گناہ، زیادتی بغیر حق کے۔

فواحش ہیں، اُن سے بڑھ کر ظلم اور زیادتی ہے (گناہ، زیادتی)، اور ان سے بڑھ کر:

(۴)﴿وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا﴾: شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور عجب بات دیکھیں اِس سے بڑھ کر جو ہے:

(۵)﴿وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾: اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسی بات کرو جو تم جانتے ہی نہیں ہو۔

شرک کیوں وجود میں آیا ہے وجہ کیا ہے؟﴿وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (سبحان اللہ)۔

اور سورۃ الاسراء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا﴾ (الاسراء:36)۔

﴿وَلَا تَقْفُ﴾ (مت پیچھے لگو ایسی باتوں کے) ﴿مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ (جن کا تمہیں علم ہی نہیں ہے)۔ عام بات ہے کوئی مسئلہ بھی ہو جس کا تمہیں علم نہیں ہے اُس کے پیچھے کیوں لگتے ہو بھئی؟! وقت ضائع کرنا ہے اور کیا ہے! وقت بھی ضائع کرنا ہے پھر اگر دین کے تعلق سے ہے کوئی گناہ بھی حاصل کرنا ہے! اگر دنیا کے تعلق سے ہے تو وقت بھی ضائع کرنا ہے اور پھر آپ کو کیا حاصل ہو گا اگر کسی ایسی چیز کے پیچھے ہو دنیا کے اعتبار سے جس کا تمہیں علم ہی نہیں ہے؟! ﴿اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا﴾: (بے شک سمع، بصر اور فواد ان سب سے سوال کیا جائے گا قیامت کے دن (جو ہم سنتے ہیں، جو ہم دیکھتے ہیں، جو ہم سوچتے ہیں سمجھتے ہیں، جو چیز دل میں رکھتے ہیں))۔

دل میں کیا عقیدہ ہے دل کی حالت کیسی ہے، جو ہم سنتے ہیں جو ہم دیکھتے ہیں اِن سب کا ہم نے حساب دینا ہے قیامت کے دن (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے)۔

اور سب سے بُری بات جو ہے بغیر علم کے کسی چیز کے پیچھے لگنا وہ دین کے تعلق سے ہے، اور دین کے تعلق سے سب سے خطرناک بات ہے جب عقیدے کا کوئی مسئلہ ہو، اور اِس میں سب سے خطرناک بات ہے جب اللہ تعالیٰ کی ذات کے تعلق سے ہو!

اس لیے جب بھی ہم عقیدے کی بات کرتے ہیں اور خصوصی طور پر اسماء وصفات کی بات کرتے ہیں تو بعض لوگ اسے عام بات سمجھتے ہیں۔یعنی علم حاصل کیا نہ کیا کیا فرق پڑتا ہے اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے یا نہیں ہے تو کیا فرق پڑتا ہے لوگوں کا اختلاف ہے ہم اس میں کیوں پڑیں؟!

عجیب سی بات ہے بھئی کیسے کیوں پڑیں؟! اللہ تعالیٰ پر ایمان ارکان ایمان کا پہلا رکن ہے اس میں اگر خلل ہے تو پورے ایمان میں خلل ہے اور اسی میں سے ہی اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات پر ایمان ہے۔

جو ایسی بات کرتا ہے وہ کیا کہہ رہا ہے؟﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ اس میں شامل ہے کہ نہیں؟ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ ایسی بات کرتا ہے جس کا اسے علم ہے کہ نہیں؟ اس وعید میں شامل ہے کہ نہیں؟ (سبحان اللہ)۔پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے﴿وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ﴾: اللہ تعالیٰ نے ربوبیت کا اضافہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف فرمایا ہے یہ ربوبیت جو ہے اُخص ربوبیت ہے (خاص ربوبیت ہے)۔﴿وَجْهُ رَبِّكَ﴾ کس کا ربّ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ﴿وَجْهُ رَبِّكَ﴾، رَبِّكَ کی بات ہو رہی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی جو ربوبیت ہے اس کی قسمیں ہیں: (۱) ایک عام ربوبیت ہے جو تمام مخلوقات کو شامل ہے۔(۲) ایک خاص ہے۔(۳) اور ایک خاص کی خاص ہے۔

اہل ایمان کے لیے خاص ربوبیت ہے کہ نہیں؟ ہمارا ربّ، مومنوں کا ربّ۔

انبیاء (علیہم الصلاۃ والسلام) کی ربوبیت زیادہ خصوصیت ہے کہ نہیں؟

اور جب ہم بات کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ربوبیت تو یہ سب سے بلند درجہ ہے اور سب سے زیادہ خصوصیت ہے اس ربوبیت کی۔

﴿ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾: ﴿ذُو﴾ جو ہے﴿وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾، ﴿ذُو﴾ جو ہے "صفة الوجه" اللہ تعالیٰ کا جو چہرہ ہے اب اس چہرے کی صفت بیان ہو رہی ہے۔

﴿رَبِّكَ﴾: "الجلال والاكرام" اللہ تعالیٰ کی صفت بھی ہے اللہ تعالیٰ ذو الجلال والاکرام ہے نا، تو چہرے کی بھی صفت ذو الجلال والاکرام ہے الگ سے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس صفت کا تعلق ربّ کی طرف ہے تو اس لیے اگر ربّ کی طرف ہوتا ہے تو کیا ہونا چاہیے تھا؟ ﴿ذُو﴾ کی جگہ "ذی الجلال والا کرام"۔ نہیں؟ "ذی": مجرور ہے، اور "ذو": مرفوع ہے۔

﴿وَجْهُ﴾ جو ہے مرفوع ہے جب صفت مرفوع ہوتی ہے تو مطلب کس کی صفت ہے یہ؟ مجرور کی ہوتی تو "ذی" ہونا چاہیے تھا نا، "ربّ" مجرور ہے نا، اور چہرہ جو ہے ﴿وَجْهُ﴾ مرفوع ہے تو ﴿ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾ یہ ربّ کے تعلق سے ہے یا چہرے کے تعلق سے ہے؟ عربی گرامر کے اعتبار سے موصوف اور صفت کا ایک ہی اعراب ہوتا ہے نا، نہیں؟!

تو ﴿ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾: ﴿ذُو﴾ مرفوع ہے کہ مجرور ہے؟ مرفوع ہے نا۔

وجہ مرفوع ہے کہ مجرور ہے؟ ﴿وَجْهُ﴾ مرفوع ہے۔ ﴿رَبِّكَ﴾: مجرور ہے۔

اگر یہ ربّ کی صفت ہوتی تو "ذی" ہونا چاہیے تھا کہ "ذو" ہونا چاہیے تھا؟ ذی ہونا چاہیے تھا۔ تو ہے کیا؟ ذو ہے۔ تو اس کا مطلب ہے یہ کس کی صفت کا ذکر ہو رہا ہے ربّ کی یا چہرے کی؟ چہرے کی۔

تو اعراب کے اعتبار سے چہرہ ہے۔

اور اسی سورۃ میں شیخ صاحب فرماتے ہیں سورۃ الرحمٰن میں: ﴿تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾ (الرحمٰن:78)۔

آخری آیت سورۃ الرحمٰن کی یہ آیت ﴿تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ﴾ ذی ہے یا ذو ہے؟ ﴿ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾۔

تو ﴿ذِي﴾ کیوں ہے یہاں پر؟ کس کی صفت ہے یہاں پر؟ ربّ کی صفت ہے۔ تو ربّ کی صفت بھی اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے الجلال والا کرام بھی ہے۔

اور چہرے کو الگ سے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے یعنی کیا معنی کیا پیغام ہے؟

کہ اللہ تعالیٰ کا چہرہ بھی ہے اور چہرے کی یہ صفت بھی ہے تاکہ اگر کوئی انکار کرنے والا بھی ہو نا تو صرف چہرے کا انکار نہیں ہو رہا بلکہ اس چہرے کی صفت کا بھی انکار ہو رہا ہے، اور صفت کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ معنی میں زیادہ مضبوطی ہوتی ہے (سبحان اللہ)۔

﴿الْجَلٰلِ﴾: کا معنی ہے "العظمة والسلطان"۔

﴿وَالْاِكْرَامِ﴾: مصدر اَکرَمَ سے ہے، مُکرِم اور مُکرَم دونوں کے لیے درست ہے، اللہ تعالیٰ اکرام بھی کرتا ہے اور کرم بھی کرتا ہے۔"مُکرَم" اللہ تعالیٰ کے ساتھ اکرام کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اکرام کیسے کیا جاتا ہے ؟ فرمانبرداری سے طاعت سے۔

اور مخلوق پر اللہ تعالیٰ کرم کرتا ہے اُن کو ثواب دے کر جو اس کا مستحق ہوتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ عظیم ہے اللہ تعالیٰ کی عظمت ہے، ذو سلطان ہے ذو الجلال والاکرام ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے جب ہم کرم کی بات کرتے ہیں یا اکرام کی بات کرتے ہیں تو اس کا حق ادا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی قدر کرنی چاہیے تعظیم کا حق ادا کرنا چاہیے، اور اس لیے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی حاجت ہے بلکہ ہمیں اس کی ضرورت ہے تاکہ ہمیں بھی اس کا اُجر و ثواب ملے۔ یہ پہلی آیت ہے اور اس کے تعلق سے چند اہم باتیں۔

دوسری دلیل جو ہے اس تعلق سے اللہ تعالیٰ کے چہرے کی صفت کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ﴾إلي آخر الآية(القصص:88)۔

﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ﴾ (یعنی سب کچھ فنا ہو جائے گا)﴿اِلَّا وَجْهَهٗ﴾(مگر اللہ تعالیٰ کا چہرہ)۔

اور﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ﴾: جو ہے بالکل وہی معنی ہے جو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الرحمٰن میں بیان فرمایا ہے﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ﴾، الفاظ مختلف ہیں معنی ایک ہی ہے کہ سب کچھ فنا ہو جائے گا۔

﴿اِلَّا وَجْهَهٗ﴾: بالکل ویسے ہی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سورۃ الرحمٰن میں﴿وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾، یعنی تمام مخلوقات سب کچھ فنا ہو جائے گا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اللہ تعالیٰ کا چہرہ باقی رہے گا، اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا ہے: ﴿لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾(القصص:88)، تو اللہ تعالیٰ کا حکم باقی ہے اور اسی حکم کی طرف لوگوں کو واپس لوٹنا پڑے گا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ﴿اِلَّا وَجۡهَهٗ﴾ سے مراد یہ ہے کہ اخلاص، ہر وہ چیز ختم ہو جائے گی مگر باقی وہ چیز رہے گی وہ عمل رہے گا جو اللہ تعالیٰ کے لیے خالصتاً کیا گیا ہے کیونکہ آیت کا سیاق وسباق اسی پر دلالت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۟ كُلُّ شَیۡءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجۡهَهٗ﴾ إلي آخر الآية (القصص:88)۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی مت پکارو یعنی اس سے شرک ہو جاتا ہے اور اس شرک کی وجہ سے عمل جو ہے وہ ختم ہو جاتا ہے عمل کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور ضائع ہو جاتا ہے، صرف وہ عمل باقی رہتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کیا جائے، وہی عمل باقی رہتا ہے اور اسی کا ثواب باقی رہتا ہے جو فنا نہیں ہو گا، لیکن جو پہلا معنی ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں وہ زیادہ قوی ہے۔

اور اگر یہ بھی کہا جائے جیسا کہ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اگر ایک سے زیادہ معنی ہوں اور دونوں معنی صحیح ثابت ہو سکتے ہوں اُن میں کوئی تضاد نہ ہو تو دونوں معنی لیے جا سکتے ہیں۔

تو اس قاعدے کی بنیاد پر دونوں معنی لیے جا سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا چہرہ حقیقتاً بھی ثابت ہوتا ہے اس آیت میں اور اخلاص بھی ثابت ہوتا ہے دونوں معنی کی دلالت اس آیت میں موجود ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا جو چہرہ ہے (صفت) یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ذاتی خبری اسے کہتے ہیں "الصفات الذاتية الخبرية"۔

اور دوسری قسم کی صفات جو ہیں الصفات الذاتیہ کون سی؟ الفعلية۔

خبری اور فعلی صفت ذاتی ایک علمی بات ہے پھر میں سمجھاتا ہوں اصل بات لیکن یہ الفاظ علمی ہیں تاکہ پتہ چلے کہ ان کا معنی کیا ہوتا ہے، آگے بھی بیان ہوں گے اور پہلے بھی ہم بیان کر چکے ہیں:

(۱) جب ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ علیم ہے (خوب علم والا ہے) صفۃ العلم کو ہم ثابت کر رہے ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ زندہ ہے "الحيّ القيّوم" ہے (الحی: زندہ ہے) یہ صفت الکمال میں سے ہے۔

(۳) ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے (جیسا کہ آج کا درس ہے)۔

(۴) اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں (اگلے درس میں بیان کریں گے ان شاء اللہ)۔

اِن میں کوئی فرق ہے ؟یہ سب صفات اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں، نہیں؟! اللہ تعالیٰ صفات ہیں نا ان میں کوئی فرق ہے ؟ ایک طرف چہرے اور ہاتھ کا ذکر، دوسری طرف علم اور زندہ ہونے کا ذکر ہے۔

(۵)اور پانچویں مثال بھی دے دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ راضی بھی ہوتا ہے اہل ایمان پر (جیسے پچھلے درس میں گزر چکا ہے)۔

(۶)ناراض بھی ہوتا ہے۔

یہ چھ صفات ہو گئیں، یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔

علم کے اعتبار سے ان کو کلاسیفائی (Classify) کیا گیا ہے ان کی ترتیب دی گئی ہے مختلف۔

الصفات الخبریہ: یہ وہ صفات ہیں اللہ تعالیٰ کی "الذاتیة الخبریة" جن کا تعلق خبر سے ہے، (یعنی خبر سے مراد قرآن اور سنت)، اگر قرآن اور سنت میں اس کی دلیل نہ ہوتی تو ہم کبھی جرأت نہ کر سکتے، اور مخلوق میں اس کا جو تقابل کیا جاتا ہے وہ مختلف حصے ہیں مخلوق میں (چہرے ہیں، مخلوق کے ہاتھ ہیں، پاؤں ہیں)، تو اللہ تعالیٰ کے لیے وہ صفات جو اللہ تعالیٰ خود بیان فرمائی ہیں اس کی دلیل ہمیں مل جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے، اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں، اللہ تعالیٰ کی دو آنکھیں ہیں، انہیں کہتے ہیں "الصفات الذاتیة الخبریة"۔

اللہ تعالیٰ کی صفت جو ہے "اللہ تعالیٰ زندہ ہے" زندگی کی یا علم کی، یہ کون سی صفت ہے؟ "الذاتیة المعنویة"۔

راضی ہونا، ناراض ہونا "الذاتیة الفعلیة"۔

وہ صفات جن سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ متصف ہے جن کا اللہ تعالیٰ کی چاہت سے مشیئت سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ صفات ذاتیہ ہیں۔

وہ صفات جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی مشیئت سے ہے کہ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو ہوتا ہے، نہیں چاہتا ہے تو نہیں ہوتا ہے یہ صفات فعلیہ ہیں۔

وہ صفات جو معنی کے اعتبار سے ہوں مخلوق میں اُن کی کوئی ایسی مثال نہ ہو جیسا کہ مخلوق میں ہاتھ ہیں یا چہرہ ہے یا پاؤں ہیں مخلوق کے، صرف معنی کا اعتبار ہے۔ جیسے علم ہے علم کا کوئی وجود نظر آتا ہے آپ کو؟ مخلوق میں ایک عالم کا علم نظر آتا ہے؟ اس کی کوئی اپنی کوئی ہے؟ زندگی نظر آتی ہے اس کا الگ سے کوئی وجود ہے؟ یہ معنوی صفات ہیں۔

اور وہ صفات جو مخلوق میں اجزاء و اُبعاض جسے کہتے ہیں جزء ہیں حصے ہیں مختلف، جب اللہ تعالیٰ ایسی صفات اپنے لیے خاص ذکر فرماتا ہے تو یہ صفات ذاتیہ خبریہ اسے کہتے ہیں۔

خبری کیوں کہتے ہیں؟ کیونکہ خبر سے ہمیں پتہ چلا ہے۔

خبر کیا ہے؟ قرآن اور سنت ہے وحی ہے وہاں سے پتہ چلا ہے۔

اگر یہ آیت نہ ہوتی ﴿وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾، اگر کوئی دلیل اللہ تعالیٰ کے چہرے کی نہ ہوتی تو ہم جرأت کر سکتے تھے کبھی کہ اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے؟ کسی کے لیے جائز ہوتا؟ نہیں۔

جیسا کہ کسی کے لیے جائز نہیں ہے بغیر علم کے بات کرنا اور وہ چیز ثابت کرنا جو اللہ تعالیٰ نے خود بیان نہیں فرمائی بغیر دلیل کے ویسے ہی یہ جرم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اُس چیز کی نفی کرنا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خود ثابت کی ہے۔

یعنی بغیر دلیل کے یہ بغیر علم کے بات کر رہے ہیں نا اور بغیر علم کے بات کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے سخت وعید ہے، جیسا کہ ایک موجود چیز کی نفی کرنا یا غلط اس کے حوالے سے بات کرنا تو دونوں برابر ہیں جرم میں (نعوذ باللہ)۔ الغرض، تو اللہ تعالیٰ کا چہرہ جو ہے کون سی صفت ہے؟ ذاتية خبرية ۔

علم کون سی صفت ہے؟ ذاتية معنوية۔

ارادہ: ذاتية معنوية۔

اللہ تعالیٰ کی محبت: محبت کرتا ہے کہ نہیں؟ "یحب اللہ" کون سی ہے؟ فعلية ہے۔ فعلی ہے جب چاہتا ہے محبت کرتا ہے جب چاہتا ہے تو نہیں اللہ تعالیٰ کرتا۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ چہرہ الذاتية المعنوية ہے تو کیا کہیں گے ہم صحیح ہے یا غلط ہے؟ چہرہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے ذاتیہ معنویہ صحیح ہے یا غلط ہے؟ غلط ہے نا معنوی تو نہیں ہے، چہرہ تو چہرہ ہے۔

اگر کوئی کہے کہ نہیں، میں مانتا تو ہوں لیکن میں خبری نہیں مانتا میں معنوی مانتا ہوں کیا اس کا یہ عقیدہ ٹھیک ہے؟ غلط عقیدہ ہے نا۔ کیوں جانتے ہیں؟ وہ نفی کر رہا ہے نا اصل میں حقیقت کی نفی کر رہا ہے نا۔

یعنی ایک شخص کہتا ہے کہ میں چہرہ مانتا ہی نہیں ہوں غلط ہے، غلط ہے سیدھا کہہ دیں۔ کہتا ہے، میں مانتا تو ہوں لیکن معنی کے اعتبار سے مانتا ہوں، معنوی صفت ہے خبری صفت نہیں مانتا میں تمہاری، نفی کر رہا ہے کہ نہیں کر رہا؟

حقیقت صفت کو نہیں مان رہا وہ (یعنی اگر صفت ہو گی تو معنی ہو گا صرف، حقیقت نہیں ہے)، خبر کی نفی ہو رہی ہے نا اصل۔ خبر کیا ہے؟ خبر کہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے، یہی خبر ہے نا!

جب وہ خبر کی نفی کر رہا ہے اور وہ کہتا ہے کہ معنی کے اعتبار سے میں جانتا ہوں تو شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): "ولو قلنا بذلك، لكنا نوافق من تأوله تحريفاً" (جس نے تاویل کی ہے اور تحریف کر بیٹھا ہے تو اس کی موافقت ہو جاتی ہے)، اور ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ اللہ تعالیٰ کا حصہ ہے (نعوذ باللہ) کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے نقص ثابت ہوتا ہے۔

اور اہل بدعت اور اہل تحریف نے اللہ تعالیٰ کی صفت چہرہ جو ہے وہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا ہم چہرہ تو مانتے ہیں چہرے سے مراد ثواب ہے، یعنی سب کچھ فنا ہو جائے گا مگر صرف ثواب باقی رہ جائے گا۔ ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝٢٦ وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝٢٧﴾، کہتے ہیں کہ سب کچھ فنا ہو جائے گا اور باقی ثواب رہ جائے گا۔

یعنی عجیب بات دیکھیں شیخ صاحب فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی صفت الکمال ہے اللہ تعالیٰ کا چہرہ جو ہے، اُن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی اس صفت چہرہ کو جو ہے مخلوق سے تفسیر کر دیا ہے (معنی بیان کیا ہے) جو اللہ تعالیٰ سے بالکل الگ ہے جدا ہے اور عدم یا وجود کے بھی بیچ میں رہتا ہے۔

ثواب کیا ہے؟ پہلے معدوم تھا ثواب نہیں تھا تو نہیں تھا نا، بعد میں ثواب اللہ تعالیٰ دے گا تو ثواب ہو گا (ثواب تو بعد میں ہو گا)، اور اللہ تعالیٰ اگر وعدہ نہ کرتا اس کے باقی رہنے کا تو باقی بھی نہ رہتا۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص یہ کہہ سکے (دیکھیں جرأت دیکھیں عجیب سی بات ہے! کہتے ہیں) ﴿وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾ یعنی باقی رہے گا صرف اُجر و ثواب؟!

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: تمہارا یہ قول مردود ہے (یعنی غلط ہے)۔ وجوہات:

1- پہلی وجہ: "مخالف لظاهر اللفظ" (جو ظاہر لفظ ہے اس کی مخالفت ہے)۔ اور جو ظاہر لفظ ہے وہ کیا ہے؟ ﴿وَجْهُ﴾۔

اور ہم جانتے ہیں کہ عربی میں وَجہ کسے کہتے ہیں؟ چہرے کو کہتے ہیں، اور وَجہ اور ثواب میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ثواب بھی یعنی بیان فرمانا ہوتا تو ثواب کا لفظ ہوتا وَجہ کا لفظ کیوں ہے؟!

پہلی بات یہ ہے کیونکہ لفظ دونوں مختلف ہیں اور جو تمہارا یہ کہنا ہے کہ اس سے مراد اُجر وثواب ہے تو یہ "مخالف لظاهر اللفظ"اُس کی مخالفت ہے۔

2-دوسری وجہ کہ تمہار یہ اقول مردود ہے: "أنه مخالف لإجماع السلف"(سلف کے اجماع کی مخالفت ہو رہی ہے)، سلف میں سے کسی نے یہ نہیں کہا ہے کہ چہرے سے مراد جو وہ اُجر وثواب ہے۔

یہ کتابیں موجود ہیں (شیخ صاحب فرماتے ہیں) سلف کی محفوظ ہیں ایک نص ہمیں دکھادیں صحابہ میں سے یا ائمۃ التابعین میں سے، یا "ومن تبعهم بإحسان" سے کہ انہوں نے یہ تفسیر بیان کی ہے، ہرگز آپ کو کہیں سے بھی یہ معنی مل ہی نہیں سکتا کہ کسی نے بھی اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾ کی تفسیر کی ہو ﴿وَجْهُ﴾ کی تفسیر اُجر وثواب سے کی ہو۔ایک قول تو دکھادیں ہمیں! کہیں نہیں ملے گا، تو اجماع سلف کی مخالفت ہے۔

3-تیسری وجہ کہ تمہارا یہ قول باطل اور مردود ہے تمہارے اوپر: کیا یہ ممکن ہے کہ یہ عظیم صفات جو ہیں جو اللہ تعالی نے بیان فرمائی ہیں چہرے کے لیے وہ ثواب کے لیے ممکن ہیں؟! ﴿ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾ کیا خیال ہے ثواب ذوالجلال ہے ثواب اکرام ہے کوئی کہہ سکتا ہے؟! بھئی ثواب تو ثواب ہی ہوتا ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں مثال کے طور پر: "جزاء المتقين ذو الجلال والإكرام!"متقین کی جزاء کیا ہے؟ جلال والاکرام ہے۔ ممکن ہے یہ؟! (سبحان اللہ)۔

"فهذا لا يجوز أبداً"(اور اللہ تعالیٰ نے اپنے چہرے کا جو وصف بیان فرمایا ہے وہ "ذوالجلال والاکرام" چہرے کا ہے)۔

4-چوتھی بات شیخ صاحب فرماتے ہیں: "نقول: ما تقولون في قول الرسول صلى الله عليه وسلم: حِجَابُهُ النُّورُ، لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ"(صحیح مسلم کی حدیث جو گزر گئی ہے)۔

کیا ثواب کبھی نور ہے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) جو جہاں تک جائے گا وہ سب کو جلا کر راکھ کر دے گا؟! "أبداً، ولا يمكن"(ناممکن ہے)۔یعنی تم اگر یہ سمجھ رہے ہو، دیکھو! معنیٰ تو تاویل، تحریف تو کر دی ہے بغیر سوچے سمجھے اب اس پر کتنی باطل چیزیں سامنے آگئی ہیں! اور ہمیشہ ٹھوکر لگتی ہے یاد رکھیں! یعنی نص کے ظاہر سے مخالفت ہے، اُس کے بعد اجماع کی مخالفت کر رہے ہیں، اُن کو کوئی پرواہ نہیں ہے!

اب چلو عقلاً بھی لے لی جو عقل کو آگے کر کے بھی انہوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں ہمیشہ اب عقل کو بھی دیکھ لو تم لوگ کر کیا رہے ہو کیا ثواب ذوالجلال والاکرام ہوتا ہے؟! کیا ثواب کا اگر حجاب ہٹادیا جائے جو اللہ تعالیٰ کا حجاب ہے نور کا تو اللہ تعالیٰ کے چہرے کا نور جو ہے وہ سب چیزوں کو جلادے؟! تو چہرہ ثواب ہے ثواب کا نور ہوتا ہے وہ ہر چیز کو جلادے گا یہ کیسا ثواب ہے بھئی؟!

تو یہ معنی جو ہے ناممکن ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں۔

اور شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ قول باطل ہے جس کی طرف اہل باطل گئے ہیں، واجب یہ ہے ہمارے اوپر کہ ہم چہرے کا جو ہے وہی تفسیر وہی معنی بیان کریں جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے اور اس چہرے کی جو صفت ہے ذوالجلال والاکرام ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: اگر آپ یہ کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاں پر بھی اللہ تعالیٰ کے چہرے کا ذکر ہوا ہے چہرے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف موجود ہے اس سے مراد ہمیشہ صفت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت اس سے مراد ہے یا کوئی اور معنی مراد ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ (شیخ صاحب فرماتے ہیں) یہی اصل ہے کہ جہاں پر بھی قرآن وسنت میں اللہ تعالیٰ کے چہرے کا ذکر ہے تو حقیقتاً چہرہ ہی مراد ہے اصل میں یہی بات ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ (الانعام:52)، اور سورۃ اللیل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۝١٩ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝٢٠ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۝٢١﴾ (اللیل:19-21)۔

"... وما أشبهها من الآيات"، اور ان جیسی باقی آیات جو ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے چہرے کا ذکر ہے ان تمام آیات میں اصل مراد چہرے سے مراد اللہ تعالیٰ کی صفت ہے حقیقتاً جو ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے لیکن ایک جگہ پر مفسرین کا اختلاف ہے، سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۤ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ إلي آخر الآية (البقرۃ:115)۔

﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا﴾: ''يعني: إلى أي مكان تولوا وجوهكم عند الصلاة''(جہاں تک بھی چہرہ کرو)﴿فَثَمَّ﴾(یعنی اسی جگہ پر وہ وَجْهُ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے)۔ تو بعض مفسرین نے اہل سنت والجماعت میں سے یہ کہا ہے کہ اس سے مراد چہرے سے مراد جہت ہے (ڈائریکشن Direction ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ﴿وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا﴾(البقرۃ:148)۔

﴿وِّجْهَةٌ﴾ ڈائریکشن (Direction) کو بھی کہتے ہیں جہت کو بھی کہتے ہیں، تو یہاں مراد وَجہ کے لفظ سے مراد ڈائریکشن (Direction)ہے جہت ہے کہ اسی طرف اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے اور تمہاری نماز بھی قبول ہو گی۔

یعنی وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر تم سفر کی حالت میں ہو (یہ آیت جو ہے نازل ہوئی ہے مفسرین کہتے ہیں کہ سفر کی حالت میں) اگر انسان کوئی نفل نماز پڑھے تو جس طرف چہرہ کرے کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ نفل نماز آپ کو پتہ ہے کہ سواری پر بھی سوار ہو کر آپ پڑھ سکتے ہیں، اور اُس زمانے میں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گدھے پر سوار ہوتے تھے یا اونٹ پر سوار ہوتے تھے تو نفل نماز پڑھتے تھے۔

آپ کو پتہ ہے کہ جب انسان سفر پر ہوتا ہے یا کسی سواری پر ہوتا ہے تو ڈائریکشن چینج (Direction change) ہو جاتی ہے، جہت جو ہے وہ قبلے کا رُخ بھی تبدیل ہو جاتا ہے تو نماز مکمل کریں۔

اگر فرض نماز ہے تو نماز باطل ہو جاتی ہے، فرض نماز کے لیے شرط ہے کہ شروع سے لے کر آخر تک قبلے کی طرف رُخ ہو، لیکن نفل نماز کے لیے اگر قبلے کا رُخ بدل بھی جائے تبدیل بھی ہو جائے تو نماز صحیح ہے، اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ویرانے میں ہو سفر میں ہو اور پتہ نہ چلے کہ قبلہ کس طرف ہے تو کیا کرے گا؟ "يَتَحَرّٰى" سب سے پہلے کوشش کرے گا ڈھونڈنے کی کہ کس طرف ہے، چاند کو دیکھے سورج کو دیکھے، اپنا کوئی مشرق مغرب کا اندازہ لگا کر دیکھ لے گا اور پھر نماز پڑھ لے گا۔

اگر اس کو بعد میں پتہ چلا کہ ڈائریکشن (Direction) ٹھیک تھی قبلے کی تو نماز ٹھیک ہے اُس کی کہ نہیں؟ ٹھیک ہے۔
اگر پتہ چلے بعد میں کہ غلط تھا اور قبلہ بالکل اپوزٹ سائیڈ (Opposite side) پر تھا نماز ہو گئی کہ نہیں؟ تب بھی نماز ہو گئی ﴿فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾، یہ آیت دلیل ہے۔

اور شیخ صاحب فرماتے ہیں(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ):اس آیت میں بھی جو صحیح قول ہے کہ چہرہ ہی مراد ہے:"کہ جس طرف تم اپنا رُخ کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ کا چہرہ وہیں پر ہے" کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہے۔

اور صحیح حدیث میں آیا ہے(صحیح بخاری، مسلم کی حدیث میں(متفق علیہ حدیث میں)):"کہ جب نمازی نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کے سامنے ہوتا ہے"،اور اس لیے منع فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کوئی شخص قبلے کی طرف رُخ کرکے نہ تھوکے(تھوکنے سے منع فرمایا ہے)۔

تو یہ معنی جو ہے اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ کا چہرہ ثابت ہوتا ہے ، اگر کوئی یہ کہے کہ اس سے مراد ڈائریکشن (Direction) ہے وہ بھی غلط نہیں ہے وہ بھی ٹھیک ہے، لیکن چہرے کو ثابت پہلے کرنا ہے۔

اس آیت کو لے کر بعض لوگوں نے کہا ہے کہ دیکھیں:"دیکھیں سلف سے بھی یہ ثابت ہے کہ چہرے کو ڈائریکشن (Direction) سے تفسیر دی گئی ہے تم کیسے کہتے ہو کہ چہرہ ہے؟!"۔

ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ ڈائریکشن (Direction) ہے!

اگر کوئی اشعری ماتریدی یا اہل تعطیل میں سے کوئی شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے چہرے سے مراد ڈائریکشن (Direction) ہے جہت ہے اور دلیل یہ پیش کرتا ہے اور تفسیر ابن کثیر کہیں سے کوئی تفسیر آپ کو دکھا بھی دیتا ہے اُن کی دلیل بنتی ہے کیا کہ چہرے سے مراد ڈائریکشن (Direction) ہے؟! کیا خیال ہے نہیں بنتی نا!

وہ آپ دکھا تو رہا ہے تفسیر دلیل دکھا رہا ہے،وہ کہتے ہیں کہ دیکھیں ثبوت ہے ہمارے پاس کہ سلف نے خود یہ لکھا ہے کہ چہرہ ڈائریکشن (Direction) کو کہتے ہیں، تو ہم ڈائریکشن (Direction) کا معنی لیتے ہیں یہ ثبوت ہے ہمارے پاس، تو کہتے ہیں" جب یہاں پر چہرہ ہے تو وہاں پر بھی یہی معنی ہے" ہمارے اور اُن کے بیچ میں کوئی فرق ہے کہ نہیں ہے؟ کیا فرق ہے؟بنیادی فرق کیا ہے؟

ہم ڈائریکشن (Direction) کو مانتے ہیں بعد میں پہلے چہرہ ثابت کرتے ہیں ، تم چہرے کی نفی کر کے ڈائریکشن (Direction) کو مان رہے ہو(واضح ہے کہ نہیں؟)۔تو تم بھی پہلے چہرے کو ثابت کرو مانو پھر ڈائریکشن (Direction) کی بات کرو نا ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے، لیکن تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے ہی نہیں اُس

کی نفی کر دیتے ہو پھر ڈائریکشن (Direction) کی بات کرتے ہو اور ہمیں بھی کہتے ہو کہ اِس معنی کو مان لیں اور باقی جو صحیح معنی ہے اسے چھوڑ دیں، یہ تحریف ہے۔ واضح ہے فرق؟

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): "فثم وجه الله" کہ اس میں دونوں معنی میں کوئی نفی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا چہرہ بھی ثابت ہوتا ہے اور ڈائریکشن (Direction) بھی ثابت ہوتی ہے اس آیت میں۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ اچھی طرح جان لو (بڑی پیاری بات ہے آخر میں) "واعلم أن هذا الوجه العظيم الموصوف بالجلال والإكرام وجه لا يمكن الإحاطة به وصفاً" (یہ عظیم چہرہ جس کا وصف ذوالجلال والاکرام سے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اس کے وصف کا احاطہ کیا ہی نہیں جا سکتا) "ولا يمكن الإحاطة به تصوراً" (نہ وصفاً نہ تصور احاطہ نہیں کیا جا سکتا) ، بلکہ ہر چیز جو اللہ تعالیٰ کی ذات یا اسماء وصفات کے تعلق سے ہے اُس کا آپ اندازہ نہیں لگا سکتے اور جو بھی آپ کا اندازہ ہو گا وہ اُس سے کہیں بڑھ کر ہو گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا﴾ (علم کا احاطہ کوئی کر نہیں سکتا اللہ تعالیٰ کا) (طہ:110)۔

اور پھر آخر میں شیخ صاحب فرماتے ہیں "فإن قيل: ما المراد بالوجه في قوله: ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾؟" (القصص:88) (تو وَجہ سے مراد کیا ہے؟)۔ اگر وَجہ سے مراد آپ ذات کو لیتے ہیں ذات کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی ذات۔ چہرے سے مراد کیا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات صرف، یا چہرہ اور ذات، یا صرف چہرہ بغیر ذات کے؟

مختلف تین چیزیں ہیں لفظ وَجہ کا (چہرے کا) ہے کیونکہ اہل بدعت نے اور پھر چور دروازہ کھولا ہے نا اور سب کا دیکھیں سدّباب کیسے کیا ہے علماء نے!

اگر ہم یہ کہیں کہ چہرے سے مراد ذات ہے: "إن قلت: المراد بالوجه الذات، فيخشى أن تكون حرفت" (تو یہ خدشہ ہے کہ تحریف کر بیٹھے ہو اگر چہرے کو صرف ذات سے تفسیر کرتے ہو) "وإن أردت بالوجه نفس الصفة أيضاً، وقعت في محظور - وهو ما ذهب إليه بعض من لا يقدرون الله حق قدره، حيث قالوا: إن الله يفنى إلا وجهه - فماذا تصنع؟!" (انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم چہرہ تو مان لیتے ہیں سب کچھ فنا ہو جائے گا مگر صرف چہرہ رہے گا، ذات بھی ختم ہو جائے گی اللہ

تعالیٰ کی صرف چہرہ باقی رہے گا(أستغفر اللہ)اہل بدعت وہ کہتے ہیں کہ دیکھیں یہ معنی لازم آتا ہے،اگر صرف ذات کو الگ سے لیتے ہیں بغیر چہرے کے تو چہرے کی نفی ہو جاتی ہے!))۔

لفظ چہرے کا ہے نا﴿وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾ ذات کا لفظ نہیں ہے چہرے سے مراد کیا ہے ؟اگر ہم کہتے ہیں کہ چہرے سے مراد صرف ذات ہے تو چہرے کی نفی ہو جاتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا چہرہ نہیں ہے،اگر کہتے ہیں کہ صرف چہرہ ہے تو اہل باطل نے کہا کہ ذات تو فنا ہو جائے گی نا باقی چہرہ باقی رہے گا۔

"فالجواب"جواب سنیں شیخ صاحب فرماتے ہیں:"إن أردت بقولك: إلا ذاته، يعني: أن الله تعالى يبقى هو نفسه مع إثبات الوجه لله، فهذا صحيح"(اگر چہرے کا معنی ذات سے لیتے ہیں اور ذات سے مراد وہ ذات جس کا چہرہ بھی ہے تب تو ٹھیک ہے"فهذا صحيح")"ويكون هنا عبر بالوجه عن الذات لمن له وجه" (اُس ذات کی تعبیر کی ہے جس ذات کا چہرہ بھی ہے (وَجه بھی ہے))"وإن أردت بقولك: الذات: أن الوجه عبارة عن الذات بدون إثبات الوجه، فهذا تحريف وغير مقبول"(اور اگر آپ کا معنی یہ ہے کہ ذات ہے لیکن بغیر چہرے کے تو یہ تحریف ہے اور غیر مقبول ہے)"وعليه فنقول: ﴿إِلَّا وَجْهَهٗ﴾"(اور اس بنیاد پر ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ﴿إِلَّا وَجْهَهٗ﴾ جو ہے)"أي: إلا ذاته المتصفة بالوجه" (سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے جس کی صفت جو ہے چہرے سے متصف ہے)"وهذا ليس فيه شيء"(اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے)۔

"لأن الفرق بين هذا وبين قول أهل التحريف أن هؤلاء يقولون: إن المراد بالوجه الذات، ولا وجه له"(کہ اس قول کو جو ہم نے (شیخ صاحب کہتے ہیں) بیان کیا ہے اور وہ جو اہل بدعت کا قول ہے اہل تحریف کا یہ فرق ہے کہ وہ ذات کو لیتے ہیں بغیر چہرے کے (چہرے کی نفی کرتے ہیں نا)اور اس آیت میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد ذات ہے،اور ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ ذات جس کا چہرہ بھی ثابت ہے اور اس لیے چہرے کی تعبیر ہم ذات سے کرتے ہیں (اور دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے))۔

واضح ہے؟تو یہ معنی ہے۔

اور اس طرح (الحمد للہ) یہ ابھی مختصر سی چند اہم باتیں ہیں اللہ تعالیٰ کی صفت چہرے کی جو پیاری صفت ہے صفت الکمال یہ اُس کا بیان کیا ہے اور باقی اور مطولات بھی اس میں تو کئی کتابیں لکھی گئی ہیں صرف آپ یہ دیکھیں، اتنی یعنی اہم علماء نے اس میں بہت ساری اور بھی جو غلط فہمیاں تھیں اُن کو بھی دور کیا ہے لیکن طالب علم کو جو اساسی جو بنیادی باتیں ہیں وہ یہ ہیں جو یہاں پر شیخ صاحب نے بیان کی ہیں۔ اور دلیل کیا ہے اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے؟ سورۃ الرحمٰن میں اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے؟ ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝٢٦ وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝٢٧﴾ یہ آیت ہی کافی ہے یہ یاد کر لیں۔

اور صحیح مسلم کی حدیث میں: "حِجَابُهُ النُّورُ" کہ اللہ تعالیٰ کا حجاب نور ہے اگر یہ حجاب نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے چہرے کا نور جو ہے وہ تمام مخلوقات کو فنا کر دیتا (سبحان اللہ) جہاں تک اللہ تعالیٰ کی نگاہ جاتی وہاں تک تمام چیزوں کو اللہ تعالیٰ جلا دیتا (یعنی سب چیزیں جل جاتیں نعوذ باللہ)۔ سبحان اللہ

تو یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی پیاری صفت چہرے کی صفت کا مختصر بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جو ہم نے کہا ہے اور سنا ہے اللہ تعالیٰ اسے صحیح سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ،اللہ تعالیٰ ہمیں ہر بد عقیدگی سے دور فرمائے اور محفوظ فرمائے (آمین)۔

سوال: ایک سوال ہے کہتے ہیں: "فَإِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ" (متفق علیہ)، یہاں پر وَجہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے وَجہ سے کیا مراد ہے؟ دیکھیں اخلاص بھی ہے لیکن اخلاص سے پہلے چہرہ ثابت کرنا ہے کہ نہیں؟

یہ قاعدہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جہاں پر بھی جس قرآن اور سنت میں جس دلیل میں جس نص میں بھی اللہ تعالیٰ کے چہرے کا ذکر ہے پہلے اللہ تعالیٰ کے چہرے کی صفت کو ثابت کرنا ہے اور پھر اگر اور معنی بھی نکلتا ہے (اخلاص کا معنی جو بھی ہے) اُس کو بھی ہم مانتے ہیں لیکن اصل بات یہ ہے سب سے پہلے جو بنیادی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے (جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے) جو مخلوق کے چہرے سے بالکل مماثلت ہرگز ہو ہی نہیں سکتا، جس کی کیفیت ہم جانتے نہیں ہیں ،ہم انکار بھی نہیں کرتے ہم تحریف بھی نہیں کرتے من و عن سے ہم تسلیم کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے

۔اور اس حدیث میں ہم چہرے کو پہلے ثابت کرتے ہیں اور پھر جو اس کا معنی ہے اخلاص کا اسے بھی ہم ثابت کرتے ہیں اور مانتے ہیں۔

((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

سوال: ڈاکٹر صاحب آپ بتا رہے تھے کہ وہ لوگ خبری کو معنوی کہتے ہیں، یہ اہل مُفوّضَة کا عقیدہ ہے؟

جواب: مُفوّضَة کہتے ہیں کہ معنی جانتے نہیں ہم۔

مُفوّضَة وہ لوگ ہیں جو تفویض سے کام لیتے ہیں، کہتے ہیں: "جن آیات میں اور احادیث میں اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کا ذکر ہے وہ سب بے معنی ہیں"۔ معنی کو تو مانتے ہی نہیں ہیں!

کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ الرحمٰن الرحیم کا کیا معنی ہے؟ اللہ أعلم۔ "تفویض المعنی"۔

اور تفویض الکیفیۃ کیا ہے؟ الرحمٰن الرحیم تو ہم جانتے ہیں کہ کیا معنی ہے اور ثابت بھی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے لیکن کیسا رحمٰن ہے رحمت کیسے کرتا ہے اللہ أعلم۔ (یہ تفویض الکیفیۃ ہے)۔

ایک اہل سنت والجماعت تفویض الکیفیۃ کرتے ہیں تفویض المعنی نہیں کرتے، اہل بدعت تفویض المعنی کرتے ہیں۔

ابو منصور الماتریدی کی کتاب ہے کتاب التوحید کے نام سے (انہوں نے بھی لکھی ہے کتاب توحید کے نام سے) وہ اس میں لکھتے ہیں: "کہ جن آیات میں اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کا ذکر ہے تو یا تو تاویل سے کام لو اور یا معنی کی تفویض کر دو اور کہو اللہ أعلم"۔ جیسا کہ قرآن مجید میں حروف مقطعہ ہیں "الم" کیا معنی ہے؟ معنی کی تفویض اللہ أعلم کہتے ہیں (سبحان اللہ)۔

دیکھیں کتنی خطرناک بات ہے! اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات اگر دیکھیں قرآن مجید میں تو تقریباً ٹو تھرڈ (2/3) پر اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کا ذکر ہے (آدھے قرآن سے زیادہ)۔

جانتے ہیں اس بات سے کیا بات لازم آتی ہے کہ جیسے "الم" ہے ویسے آپ اس کو سمجھو؟ کہ قرآن مجید کے اکثر الفاظ بے معنی ہیں۔ کتنی خطرناک بات ہے!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الرحمٰن الرحیم، کہتے ہیں: اللہ اعلم ہمیں پتہ ہی نہیں کیا معنی ہے الرحمٰن الرحیم کا! العزیزا لحکیم پتہ ہی نہیں کیا ہے! (سبحان اللہ)۔ یہ کیا سوچ ہے؟!

وہ بچنا کس چیز سے چاہتے تھے؟ تشبیہ سے بچنا چاہتے تھے نا کہ تشبیہ لازم آتی ہے اس لیے ہم نہیں کرتے۔ اور کتنے بڑے گڑھے میں جاکر گرے ہیں!

کوئی شخص اگر ان کا کوئی اسٹوڈنٹ جیسا کہ قاری پڑھاتے ہیں قرآن مجید اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں معنی کا پتہ ہی نہیں ہے ﴿بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ﴾، ﴿بِسۡمِ اللّٰهِ﴾ کا پتہ ہے، ﴿الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ﴾ کا پتہ نہیں ہے۔

﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ‏ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۙ‏ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ﴾ (الفاتحہ: 1-3) کتنی صفات ہیں ساری پتہ ہی نہیں ہیں! اور پھر سمجھ بھی کیا ہے مجھے بتائیں قرآن مجید سے؟! اور وہ کون سے احکام سمجھے گا قرآن مجید سے؟!

اور عجب بات دیکھیں یعنی قرآن مجید میں فرعون کا ذکر ہے وہ بھی جانتے ہیں، نمرود کا ذکر ہے وہ بھی جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ذکر وہ جانتے نہیں ہیں! (أستغفر اللہ)۔

دیکھیں یہ بات لازم آتی ہے کہ نہیں؟! یعنی اتنی بڑی جرأت اور جسارت! میں نے شروع میں کیا کہا تھا؟ جہل مرکب کا شکار لوگ ہوتے ہیں وجہ کیا ہے؟ غلط سورس (Source) سے علم حاصل کرتے ہیں کہ نہیں؟ ایک وہ بھی کتاب موجود ہے لوگ پڑھ رہے ہیں اور ایک یہ بھی کتاب موجود ہے یہ ہم پڑھ رہے ہیں فرق دیکھیں دونوں میں۔

ہم سے مطالبہ کیا ہے کہ حق کی پیروی کریں کہ نہیں؟ حق کہاں پر ہے قرآن وسنت میں ہے کہ نہیں ہے؟ نصوص میں ہوتا ہے نا۔ پیروی کیسے کی جائے اتباع کیسے کریں گے قرآن وسنت کی؟ صحیح سمجھ سے۔

صحیح سمجھ کہاں سے ملے گی؟ سلف سے۔

سلف کی صحیح سمجھ کہاں پر موجود ہے؟ کتابوں میں۔

کون سی کتابوں میں اہل سنت کی کتابوں میں اہل بدعت کی کتابوں میں؟ اہل سنت کی کتابوں میں۔ اس لیے علم حاصل کرنا ہے اس کی صحیح جگہ سے صحیح سورس (Source) سے۔ آپ میڈیکل کا علم حاصل کرنے کے لیے انجینئرنگ میں

داخلہ کبھی نہیں لیتے۔ کبھی دیکھا ہے آپ نے کہ ڈاکٹر صاحب ہیں یہ میڈیکل پڑھنا چاہتے ہیں داخلہ انجینئرنگ میں لیا ہے؟! وہ انجینئر ہی بنے گا بھئی ڈاکٹر کہاں بنے گا وہ!

اگر آپ اہل سنت میں سے بننا چاہتے ہیں تو آپ کو کتابیں اہل سنت کی پڑھنی پڑیں گی، آپ کتابیں پڑھتے ہیں اہل بدعت کی وہ کہتے ہیں ہم اہل سنت ہیں کیسے ممکن ہے؟! ممکن ہے کیا؟! ناممکن ہے۔

تو اس لیے اپنا عقیدہ درست رکھیں اپنی سمت درست رکھیں، اپنی سوچ درست رکھیں، اور اپنا حلقہ احباب بھی درست رکھیں، اور کہتے ہیں نا "الصاحب ساحب" دوست کھینچ کر لے جاتے ہیں، جو آپ کے دوست ہیں آپ کی پہچان آپ کے دوست ہیں، کس کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہو آتے جاتے ہو، کون سی باتیں کرتے ہو۔

اور جو اہل بدعت ہیں یہ ایک چھوت بیماری کی طرح جلدی پھیل جاتی ہے ان کی بیماری، بدعقیدگی اور بدعت بہت تیزی سے شیطان جو ہے نا پھیلا دیتا ہے۔

اور جو حق ہے حق میں ہمیشہ نور ہوتا ہے، بعض لوگ اس نور سے اندھے ہیں (نعوذ باللہ)۔ وجہ کیا ہے؟ وہ خود نہیں دیکھنا چاہتے خود ظلمتوں میں جب تک توبہ نہیں کریں گے بدعت سے باہر نہیں نکلیں گے تو (نعوذ باللہ) اسی میں رہیں گے! اور توفیق اللہ تعالیٰ دیتا ہے، کئی لوگ ہیں جو الحمد للہ بدعت سے توبہ کر کے نکلیں ہیں سنت کی روشنی میں زندگی گزار رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ثابت قدمی کی دعا ہے اور اللہ تعالیٰ تمام حاضرین وسامعین کو ہر بدعت سے اور ہر شر سے محفوظ فرمائے (آمین)۔ واللہ أعلم۔

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (39.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔
سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔